



صحاب ستنہ میں توحید مخالف احادیث

اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنت میں سب مومنین کو رویت باری تعالیٰ نصیب ہوگی۔ ان کی حدیث کی مستند کتابوں، مثلاً بخاری اور مسلم وغیرہ میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ یہ رویت مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہوگی (1)۔

بلکہ ان میں ایسی روایات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے گویا خدا انسانوں کے مشابہ ہے، وہ ہنستا ہے (2)، آتا جاتا ہے، چلتا ہے پھرتا ہے اور ساتویں آسمان سے پہلے آسمان پر اترتا ہے (3)۔

حتیٰ کہ اپنی پنڈلی کھولتا ہے جس پر شناختی علامت بنی ہوئی ہے (4)۔

اور یہ کہ جب وہ اپنا ایک پاؤں دوزخ میں رکھے گا تو دوزخ میں رکھے گا تو دوزخ بھر جائے گی۔ غرض ایسی باتیں اور ایسے اوصاف حق تعالیٰ سے منسوب کیے گئے ہیں جن سے وہ پاک اور منزہ ہے (5)۔

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی لکھتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک بار کینیا (مشرقی افریقہ) کے شہر لامو سے میرا گزر ہوا۔ وہاں مسجد میں ایک وہابی امام صاحب نمازیوں کو خطاب کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے دو ہاتھ ہیں۔ دوپاؤں ہیں، دو آنکھیں اور چہرہ ہے۔ جب میں نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے اپنی تائید میں قرآن کی کچھ آیات پڑھیں، فرمایا: ” وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ.....“

یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ تو بندھا ہوا ہے۔ بندھیں ان کے ہاتھ! اور لعنت ہو ان پر یہ بات کہنے کی وجہ سے۔ اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہیں۔“

اس کے بعد دو آیتیں اور پڑھیں: ” وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا“ ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی بناؤ، اور ” كل من عليها فان و يبقى وجه ربك ذو الجلال و الاكرام“ جو مخلوق بھی زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمہارے پروردگار کا چہرہ جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گا۔

میں نے کہا :- بھائی صاحب! جو آیات آپ نے پڑھی ہیں مجاز ہیں حقیقت نہیں۔ کہنے لگے سارا قرآن حقیقت ہے اس میں

مجاز کچھ نہیں - اس پر میں نے کہا : پھر اس آیت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں : ” وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى ” کیا آپ آیت کو اس کے حقیقی معنی میں لیں گے ؟ کیا واقعی دنیا میں جو بھی اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا ؟ امام صاحب نے جواب دیا : ہم اللہ کے ہاتھ ، اللہ کی آنکھ اور اللہ کے چہرے کی بات کر رہے ہیں ، اندھوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں - (فکری جمود کی انتہا ملاحظہ ہو۔)

میں نے کہا :۔ اچھا اندھوں کو چھوڑیئے ! آپ نے جو آیت پڑھی ہے : ” كل من عليها فان و يبقى وجه ربك ذو الجلال و الاكرام ” اس کی تشریح آپ کیسے کریں گے ؟

امام صاحب نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا : کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس آیت کا مطلب نہ سمجھتا ہو؟ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے - یہ بالکل ویسی ہی آیت ہے جیسی ”كل شيء هالك إلا وجهه“۔

میں نے کہا:- آپ نے اور بھی گڑبڑ کر دی - بھائی صاحب میرا آپ کا اختلاف قرآن کے بارے میں ہے - آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں مجاز نہیں سب حقیقت ہے ، میں کہتا ہوں مجاز بھی ہے خصوصاً ان آیات میں جس میں تجسیم یا تشبیہ کا شبہ ہوتا ہے - اگر آپ کو اپنی رائے پر اصرار ہے تو آپ کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ”كل شيء هالك إلا وجهه“

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ ، پاؤں اور اس کا پورا جسم فنا ہو جائے گا اور صرف چہرہ باقی بچے گا - (نعوذ باللہ) پھر میں نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا : کیا آپ کو یہ تفسیر منظور ہے ؟

پورے مجمع پر سکوت طاری ہو گیا اور امام صاحب کو بھی ایسی چپ لگ گئی جیسے منہ میں گھنگھنیاں بھری ہوں - میں انہیں رخصت کر کے یہ دعا کرتا ہوا چلا آیا کہ اللہ انہیں نیک ہدایت کی توفیق دے -

جی ہاں ! یہ ہے ان کا عقیدہ جو ان کی معتبر کتابوں میں اور جو ان کے مواعظ و خطبات میں بیان کیا جاتا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ کچھ علمائے اہل سنت اس کے انکاری نہیں ہیں لیکن اکثریت کو یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کا دیدار ہوگا اور وہ اس کو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہیں - ان کا استدلال اس آیت سے ہے :

” وجوه يومئذ ناظرة إلى ربها ناظرة ” (6)

کچھ چہرے اس دن ہشاش بشاش اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے -

جیسے ہی آپ کو اس بارے میں شیعوں کا عقیدہ معلوم ہوگا آپ کے دل کو اطمینان ہو جائے گا اور آپ کی عقل اسے تسلیم کر لے گی - کیونکہ شیعہ ان قرآنی آیات کی جن میں تجسیم یا تشبیہ کا شبہ ہوتا ہے تاویل کرتے ہیں اور انہیں مجاز پر محمول کرتے ہیں ، حقیقت پر نہیں - اور وہ مطلب نہیں لیتے جو ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے ، یا جیسا بعض دوسرے لوگ سجمتے ہیں -

اس سلسلے میں امام علی علیہ السلام کہتے ہیں :

”ہمت کتنی ہی بلند پروازی سے کام لے اور عقل کتنی ہی گہرائی میں غوطے لگائے ، اللہ کی ذات کا ادراک ناممکن ہے - اس کی صفات کی کوئی حد نہیں اور نہ اس کی تعریف ممکن ہے نہ اس کا وقت متعین ہے اور نہ زمانہ مقرر ہے ” (7)

امام محمد باقر علیہ السلام تجسیم الہی کی تردید کرتے ہوئے کتنی فلسفیانہ ، علمی ، نازک اور چچی تلی بات کہتے ہیں : ”ہم چاہے جس چیز کا تصور ذہن میں لائیں اور اس کے بارے میں جتنا بھی سوچیں ہمارے ذہن میں جو بھی تصویر ابھرے گی وہ

ہماری طرح کی مخلوق ہوگی ” (8)

جو عقل میں گھر گیا لانتہا کیوں کر ہوا

جو سمجھ میں آگیا وہ خدا کیوں کر ہوا

(اکبر آلہ آبادی)

تجسیم اور تشبیہ کی رد میں ہمارے لیے تو اللہ پاک کا اپنی کتاب محکم میں یہ قول کافی ہے :

”ليس كمثل شيء“ اور ”لاتدرکه الأبصار“

اس جیسی کوئی چیز نہیں - اور - آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں -

جب حضرت موسیٰ نے اللہ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا: ”ربّ اَرني اُنظر اِلَيْك“ تو جواب ملا ”لن تراني“ تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔ اور بقول زمخشری

لن کے مفہوم میں تابید شامل ہے۔ یعنی ابد تک کبھی بھی نہیں دیکھ سکو گے۔

یہ سب شیعہ اقوال کی صحت کی دلیل قاطع ہے۔ بات یہ ہے کہ شیعہ ان ائمہ اہل بیت کے اقوال نقل کرتے ہیں جو سرچشمہ علم تھے۔ اور جنہیں کتاب اللہ کا علم میراث میں ملا تھا۔

جو شخص اس موضوع سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہے وہ اس موضوع پر مفصل کتابوں کی طرف رجوع کرے۔ مثلاً المراجعات کے مولف سید شرف الدین عاملی کی کتاب ”کلمۃ حول الرویہ“

(1):۔ صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 47۔ جلد 5 صفحہ 178 اور جلد 6 صفحہ 33

(2):۔ صحیح بخاری جلد 4 صفحہ 225۔ جلد 5 صفحہ 47-48۔ صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 114-122

(3):۔ صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 197

(4):۔ صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 182

(5):۔ صحیح بخاری جلد 8 صفحہ 187، صفحہ 202 سے ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے ہاتھ اور انگلیاں ہیں۔

نوٹ:۔ واضح ہو کہ یہ تو خدا کو حادث ماننا ہوا جبکہ وہ قدیم ہے۔ (ناشر)

(6):۔ سورہ قیامہ۔ آیت 22۔ ائمہ اہل بیت ع نے ”اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے“ کی تفسیر یہ کی ہے کہ اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔

(7):۔ نہج البلاغہ۔ پہلا خطبہ۔

(8):۔ عقائد الامامیہ۔ شیخ مظفر۔ یہ کتاب جامعہ تعلیمات اسلامی نے مکتب تشیع کے نام سے شایع کی ہے